اسلامی اقدار (Islamic Values)

اقدار کسی بھی فرد یا قوم کی شناخت ہوتی ہیں۔ اقدار ہی کی بنا پر کوئی قوم بنتی یا بگڑتی ہے۔ اقدار مثبت بھی ہوتی ہیں اور منفی بھی۔ یعنی خیر اور شر کی وجہ سے اقدار کا تعین ہوتا ہے۔

باشعور ہونے پر انسان کو اپنی زندگی میں مختلف اقدار سے واسطہ پڑتا ہے۔ اقدار ہی وہ وسیلہ اور ذریعہ ہیں جن کی بدولت انسان اپنی زندگی میں بہتری پیدا کرتا ہے۔ ہر لمحہ کسی نہ کسی قدر کی بنا پر عملی زندگی گزارتا ہے۔ وقت کی پابندی کرنا، دوسروں کا خیال رکھنا، محبت وخلوص سے پیش آنا، مہمانوں سے بہتر سلوک کرنا، کسی کی مدد کرنا، سب ایسی اقدار ہیں جن سے ہمیں ہر روز واسطہ پڑتا ہے۔

چونکہ مذہب بھی بہتر زندگی گزارنے کا ایک طریق ہے اس لئے ہر مذہب متعدد ایسی مشترکہ اقدار کا پابند ہوتا ہے جن کی بنا پر مختلف مذاہب میں باہم گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ تمام مذاہب انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہیں اس لئے ان پیش کردہ اقدار کا مقصود ومطلوب بھی انسانی بھلائی اور بہتری ہے۔ اسلام کی اقدار اس کی شناخت ہیں۔ اسلامی اقدار کا منبع قرآن مجید، حدیث مبارکہ، اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کی تعلیمات ہیں۔ قرآن مجید ایک ایسی الہامی کتاب ہے جس کا موضوع انسانیت کی فلاح ہے۔ انسان کی بھلائی کے بارے میں قدم قدم پر رُشد وہدایت قرآن مجید سے حاصل ہوتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

☆ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورۃ التین آیت نمبر4)

ترجمہ:۔ ''ہم نے انسان کو بہتر صورت میں پیدا کیا ہے۔''

ایثار وقربانی، مساوات، رواداری، بھائی چارہ، عزت وتکریم، تقویٰ، مہمان نوازی، رحم کرنا، ہمسایوں سے سلوک، حقوق وفرائض، عدل وانصاف، ایفائے عہد، دیانت داری اور کسب رزق حلال، تمام وہ اسلامی اقدار ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان احسن تقویم کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔ جہاں اسلامی تعلیمات میں ان فضائل کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہاں رذائل سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ غیبت، چغلی، چوری، قتل، منافقت، گالی گلوچ، دھوکہ دہی، ناانصافی، حسد، تکبر، جھوٹ اور ظلم سب منفی اقدار ہیں۔ اسلامی تعلیمات ان رزائل کو سختی سے مسترد کرتا ہے۔

اسلام کا تصورِ اللّٰہ (Islamic Concept of Allah)

انسان جب مذہب کو مانتا ہے تو یہیں سے عابد اور معبود کا رشتہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی بندے اور خالق کا رشتہ۔ بندہ اپنے خالق کو مانتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس سے اپنی حاجات وخواہشات پوری کرنے کی التجا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جب وہ خالق ہے تو وہ پالنے والا بھی ہے۔ وہ خیر وبرکت کا منبع ہے۔ تمام بھلائی اسی کی طرف سے ہے اور وہ لوگوں کو نیکی بھلائی اور بہتری کی طرف جانے کی تلقین اور تعلیم دیتا ہے۔ کسی انسان کا خواہ کوئی بھی مذہب ہو وہ حقیقت مطلقہ کو ضرور مانتا ہے۔ حقیقت مطلقہ یعنی خدا کو ماننا ہی مذہب کو اپنانا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ایک آفاقی مذہب ہے اسلام میں اللہ کا تصور بہت عظیم ہے۔جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اس کا پہلا قدم ہی یہ ہے کہ وہ صرف ایک اللہ پر ایمان لاتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔قرآن مجید کی سورۃ اخلاص میں اللہ کا ارشاد ہے۔

☆ قل ھو اللہ احدo اللہ الصمدo لم یلد ولم یولدo ولم یکن لہ کفوا احدo

ترجمہ:۔ کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہؔ (ہے)، ایک ہے۔(وہ) معبود برحق جو بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے۔اور نہ کسی کا بیٹا۔اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اس سورۃ کی آیات مبارکہ میں اللہ کا تصور بیان کیا گیا ہے کہ وہ انسانوں کی طرح جنتا نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی سے جنا گیا ہے۔وہ ہر لحاظ سے یکتا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اللہ دنیاوی صفات سے ماورا ہے جن کو مکمل طور پر سمجھنا یا جاننا انسان کے بس میں نہیں ہے۔

اللہؔ اپنی مثال آپ ہے، اس جیسی کوئی دوسری مثال نہیں دی جا سکتی۔اللہؔ عظیم ہے۔کائنات اور کائنات سے ماورا کوئی شے یا ہستی ایسی نہیں ہے جو اللہؔ جیسی ہو۔

☆ لیس کمثلہ شیءٌ (الشوریٰ آیت نمبر11)

ترجمہ:۔ ''اس جیسی کوئی شے نہیں''

اللہؔ لاتعداد صفات کا مالک ہے۔اس کی صفات کی جھلک اس کے خاص بندوں میں نظر آتی ہے۔فطرت کے مظاہر بھی اس کی صفات کا پتہ دیتے ہیں۔لیکن اللہؔ بے مثال ہے وہ انسانوں کی طرح کی کوئی بھی صفت نہیں رکھتا۔

مسلمانوں کی ایک فکری تحریک معتزلہ تھی جس کے بانی واصل بن عطا تھے۔اس مکتبہ فکر کو معتزلہ کا نام ان کے مخالفین نے دیا تھا جبکہ وہ اپنے آپ کو اہل التوحید والعدل کہتے تھے۔معتزلہ تمام مذہبی عقائد کی عقلی توجیہہ اور تاویل کے قائل تھے۔انہوں نے عقل و منطق کی بنیاد پر مذہبی عقائد کی تفسیر لکھی۔ان کا خیال تھا کہ قرآن فہمی میں عقل اور منطق کا استعمال نہایت ضروری ہے۔معتزلہ نے اسلام میں تصور اللہؔ کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہؔ ہر اعتبار سے ایک مکمل وحدت ہے جو کائنات کی ہر شے سے ماورا ہے اسلام نے تصور اللہ میں شرک کے کسی بھی انداز کو جائز قرار نہیں دیا۔

اسی طرح مسلمانوں کی ایک اور فکری تحریک اشاعرہ تھی جس کے بانی ابوالحسنا لاشعری تھے۔اشعری کے نقطہ نظر کے مطابق مذہبی عقائد کو محض عقل سے نہیں جانا جا سکتا۔بعض امور پر فقط ایمان لانا پڑتا ہے۔عقل محدود ہے۔مذہبی عقائد کو عقل نہیں جان سکتی۔اشاعرہ کے نقطہ نظر کے مطابق اللہؔ بے نیاز ہے۔اس کی حکمتیں انسان کی سوچ اور عقل و فکر سے ماورا ہیں۔اشاعرہ نے اسلام میں تصور اللہؔ کے حوالے سے اس عقیدے کا اظہار کیا کہ صفات باری تعالیٰ کا صحیح تعین انسانی سوچ اور فکر کے بس کی بات نہیں بلکہ اللہؔ پر ایمان لانا ہی اس کے ہونے کا اعتراف کرنا ہے۔

اسلامی عقائد میں سب سے بنیادی اور اولین عقیدہ توحید ہے۔توحید کے لغوی معنی ہیں ایک ماننا، یکتا جاننا۔ہر علم کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہیں۔دین کی اصطلاح میں توحید سے مراد سب سے برتر و اعلیٰ اور تمام کائنات کے خالق و مالک کو ایک ماننا اور اس پر ایمان لانا اور

عبادت کے لائق سمجھنا ہے۔

دنیا میں کوئی بھی شخص کسی شے کو دیکھتا ہے تو فوراً اس کا دھیان اس شے کے بنانے والے کی طرف جاتا ہے کوئی شے بغیر اس کے صانع کے ممکن نہیں ہے۔ پوری کائنات کا ایک خالق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے کہ۔

☆ افی اللہ شک فاطر السموت والارض ،(سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 10)

ترجمہ:۔ "کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین۔" پوری کائنات میں ایک خاص نظم وضبط پایا جاتا ہے۔ سورج کی گردش چاند اور ستارے خاص وقت کی رات اور خاص وقت کا دن کائنات کی ہر حرکت ہر شے میں اللہ کی قدرت کی ہی وجہ سے خاص نظم وضبط پایا جاتا ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

☆ انا کل شیء خلقناہ بقدر ط (سورۃ القمر، آیت نمبر 49)

ترجمہ:۔ "ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہے۔"

☆ لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون

(سورۃ یٰسین ، آیت نمبر 40)

ترجمہ:۔ "نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں، اللہ خالق و مالک ہے۔ دن، رات، سورج اور زمین و آسمان کا نظم وضبط سب اللہ تعالیٰ کی حکمت وصنعت ہے۔ اُس نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے ہر شے کو مضبوط اور طاقتور بنایا ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ النمل میں ارشاد خداوندی ہے۔

☆ صنع اللہ الذی اتقن کل شیء (سورۃ النمل، آیت نمبر 88)

ترجمہ:۔ "کاریگری اللہ ہی کی ہے جس نے ہر شے کو مضبوط بنا رکھا ہے۔"

اسلام میں تصور اللہ اہم ترین عقیدہ ہے۔ وہ خالق ہے، کارساز ہے، عظیم ہے، رحیم ہے۔ اس لئے ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ کو ہی قادر مطلق سمجھ کر اس سے مدد مانگی جائے اس کے فیض و کرم سے اپنی مجبوریوں، پریشانیوں اور مشکلوں کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ وہ معبود ہے اسی کی عبادت کی جائے کہ وہ عبادت کے لائق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

☆ الا تعبدو آ الآ ایاہ (سورۃ الاسرا، آیت نمبر 23)

ترجمہ:۔ تم صرف اسی کی عبادت کیا کرو۔

☆ والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو (سورۃ بقرہ، آیت نمبر 163)

ترجمہ:۔ "اور تمہارا معبود ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

اللہ کے تصور کے بارے میں جاننے کے بعد یہ بات جاننا نہایت ضروری ہے کہ وہ لاتعداد خوبیوں وصفات کا مالک ہے ذیل میں

چند ایک صفات کی وضاحت کی جاتی ہے

واحد: اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ یعنی تعداد میں دو یا دو سے زیادہ اللہ نہیں ہیں۔ وہی معبود ہے اس کے علاوہ اگر کوئی اور بھی معبود ہوتا تو کائنات میں فساد پھیل جاتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

☆ **لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا** (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 22)

ترجمہ:۔ ''اگر ان دونوں (یعنی زمین اور آسمان) میں علاوہ اللہ کے کوئی معبود ہوتا تو ان دونوں میں فساد برپا ہو جاتا۔''

اللہ کے ایک ہونے کی یہ صورت ہے کہ کوئی شے بھی پوری کائنات میں ایسی نہیں ہے کہ وہ اللہ جیسی ہو قرآن مجید میں ارشاد ہے:

☆ **لیس کمثلہ شیی** (سورۃ الشوریٰ ،آیت نمبر 11)

ترجمہ:۔ ''کوئی شے اس جیسی نہیں ہے۔''

کائنات میں موجود ہر مخلوق اللہ تعالی کی محتاج ہے۔ مخلوق میں جو بھی صفت پائی جاتی ہے وہ اللہ ہی کی دی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالی کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ اس لیے دنیا کی کوئی بھی شے اس جیسی نہیں ہے۔

اللہ ہر اعتبار سے ایک اور واحد ہے۔ جو کائنات کی ہر شے سے برتر اور ماورا ہے۔ وہ نہ کسی کی وجہ سے ہے اور نہ ہی کسی کا محتاج ہے بلکہ وہ یکتا اور واحد اور تمام کائنات کا مالک ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ اخلاص میں اس کی وحدت کے تصور کو بیان کیا گیا ہے اس سورۃ کی روشنی میں اللہ کے تصور توحید کے تحت کوئی شخص یا شے اللہ کی برابری نہیں کر سکتی۔ اس نے پوری کائنات کو بنایا ہے، پیدا کیا ہے بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہے۔ اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں ہے

خالق: اللہ تعالیٰ خالق ہے یعنی ہر شے کو اس نے تخلیق کیا ہے پوری کائنات اس کی تخلیق ہے۔ جب اللہ کسی بھی شے کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو لفظ ''کن'' کہتا ہے اور وہ شے پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔ پیدا کرنے والا ہے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

☆ **الا لہ الخلق والامر.** (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 5)

ترجمہ: ''جان لو کہ سب مخلوق بھی اس کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں، حیوانوں، آسمانوں اور زمین غرضیکہ پوری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ یعنی اس نے ایک معمولی ذرے سے لے کر پہاڑ تک سب کو پیدا کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے۔

☆ **ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش.**

(سورۃ الاعراف، آیت نمبر 54)

ترجمہ:۔ ''بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا۔''

قادر: اللہ تعالی تمام اشیا پر قدرت رکھتا ہے۔ سب کچھ اس کے قابو میں ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے قرآن مجید میں خدا کا فرمان ہے۔

☆ إن الله علىٰ كل شيء قدير. (سورة البقرہ، آیت نمبر20)

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پوری کائنات کو سنبھالتا ہے۔ قابو میں رکھتا، منظم کرتا ہے۔ ترکیب و ترتیب دیتا ہے۔ وہ کارساز ہے۔

عادل: اللہ تعالیٰ انصاف پسند ہے وہ خود بھی عدل کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو بھی انصاف کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

☆ واذ حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل. (سورۃ النسآ، آیت نمبر58)

ترجمہ:۔ ''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو پھر انصاف کے ساتھ کرو۔'' اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو جزا دے گا اور برائی کرنے والوں کو سزا۔ وہ اپنے بندوں کے درمیان انصاف کرتا ہے۔ اسی لیے لوگ بھی اس کی اس صفت کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

☆ فان الله لا يضيع اجر المحسنين. (سورۃ ھود، آیت نمبر115)

ترجمہ:۔ ''اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔''

کامل: اللہ تعالیٰ کامل ہے اس میں کل اور جزو کا تضاد نہیں ہے۔ تصور اللہ کے بارے میں مسلمان فلسفی الفارابی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اس میں کوئی جزیات نہیں ہیں۔ وہ دیگر اشیا کی طرح مختلف اجزا سے مل کر نہیں بنا۔ اس لیے اس میں ذات وصفات کا تضاد نہیں ہے۔ اللہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اس میں ایسی صفات یا اجزا پائے جاتے ہیں جن میں تبدیلی آتی ہو۔ وہ غیر متغیر ہے اور مستقل بالذات ہے۔

☆ لن تجد لسنة الله تبديلا (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر62)

ترجمہ:۔ ''تم خدا کی عادت میں تغیر وتبدل نہیں پاؤ گے۔''

نور: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کا جسم نہیں ہے۔ وہ انسانوں کی طرح کا نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

☆ الله نور السموات والارض. (سورۃ النور، آیت نمبر35)

ترجمہ:۔ ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔''

اللہ جسم نہیں ہے۔ قرآن مجید میں خدا کے ہاتھ یا دیگر اجزائے جسم کا ذکر صرف علامتی طور پر ہے۔ حقیقی طور پر انسانوں کی طرح ہاتھ یا آنکھیں نہیں ہیں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

☆ يد الله فوق ايديهم. (سورۃ الفتح، آیت نمبر10)

ترجمہ:۔ ''خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔''

قرآن فہمی کے لیے عقل کا استعمال اور ایمان کی منزلوں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اللہ مجسم نہیں ہے۔ قرآن میں اللہ کے ہاتھ چہرے اور آنکھوں کا ذکر انسانی اجزائے جسم کی طرح نہیں ہے۔

اللہ اور انسان کے درمیان تعلق (Relation Between Man and Allah)

اسلام میں اللہ کا تصور ایک اہم اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس تصور اور عقیدہ ہی سے انسان اور اللہ کے درمیان خصوصی تعلق یا رشتہ قائم ہوتا ہے اور یہ رشتہ عابد اور معبود کا ہے۔ انسان بندہ یعنی عابد ہے اور اللہ معبود ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسلام میں اللہ اور انسان کے درمیان تعلق کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس تعلق ہی کی بنا پر انسان زمین پر اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اللہ کی صفات کی جھلک انسان میں پائی جاتی ہے۔ اللہ خود بھی بہترین صفات کا مالک ہے اس نے انسان کو بھی بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

☆ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ٥ (سورۃ التین، آیت نمبر 4)

ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کرتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے اور تلقین کرتا ہے۔ کسی شخص کا راہ راست پر چلنا، بہتر زندگی گزارنا، اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا، اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا اور لوگوں کے کام آنا، یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ وہی کسی کو ایسی طاقت عطا کرتا ہے جس کی بناء پر وہ دنیا میں مثبت اقدار کی پاسداری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے۔

☆ ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء. (سورۃ الجمعہ، آیت نمبر 4)

ترجمہ:۔ "یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے انسانوں ہی میں سے رسول بھیجے کیونکہ انسانوں کی رہنمائی انسان ہی کر سکتا ہے۔ اس طرح رسول بھی انسان اور بشر یعنی بندے ہی تھے۔ اللہ کا پیغام فرشتوں کے ذریعے آتا رہا۔ یہ پیغام اللہ کے رسول اپنی امت کو دیتے رہے۔ رسالت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ایک عظیم عطیہ ہے جو اللہ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے۔ اس سے بھی اللہ کا انسان سے تعلق یا رشتہ کا پتہ چلتا ہے۔

اللہ لامحدود صفات کا مالک ہے۔ اس کی وسعت اور بڑائی انسان کے سمجھنے کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ انسان محدود ہے اور اللہ لامحدود۔ اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جو بنیادی طور پر انسانوں ہی میں سے تھے۔ وہ افضل و اعلیٰ اور برتر صفات کے مالک تھے جو اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

☆ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نز ل الیهم

ترجمہ:۔ "اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔"

(سورۃ النحل، آیت نمبر 44)

اللہ اور انسان کا آپس میں تعلق کائنات میں موجود تمام مخلوقات سے تعلق ہے۔ انسان سوچتا ہے، ذہن رکھتا ہے، اللہ پر ایمان لاتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے، اس لئے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ سے انسان کا تعلق اللہ کو ماننے سے شروع ہوتا ہے، اس کو ماننے والا اطمینانِ قلب، انکسار، وسعت نظر، پرہیزگاری، عزم و ہمت، شجاعت، استقامت، عزتِ نفس، عدل و انصاف، رحم اور پختہ ارادے کا مالک بن جاتا ہے۔

اسلام میں حقوق العباد، فرائض اور معاشرتی انصاف

Human Rights, Responsibilities and Social Justice in Islam

انسانی زندگی انتہائی کٹھن مراحل سے گزر کر اپنی تکمیل کو پہنچتی ہے۔ زبردستوں اور زیردستوں کی اس دنیا میں کسی کو جینے کا حق ملنا حکمت خداوندی کا نتیجہ ہے۔ زندگی اللہ کا عطا کردہ عطیہ ہے۔ اس سے استفادہ کرنا اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنے کے مترادف ہے۔

اسلام میں انسانی حقوق کا مفہوم واہمیت

Meaning and Importance of Human Rights in Islam

ارکانِ اسلام توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو ماننے اور پورا کرنے کو حقوق اللہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ مخلوقات یعنی والدین، بچوں، ہمسایوں، مسافروں، وغیرہ کے لئے حقوق العباد ہیں۔

اسلام میں ہر جاندار کا احساس کرنا، مصیبت سے نجات دلانا، اپنا اور دوسروں کے آرام کا، خیال رکھنا، انسان، حیوانات حتیٰ کہ نباتات کو بھی تکلیف نہ دینا۔ حضور پاکؐ نے پھل دار درخت کو بلاوجہ کاٹنے سے منع کیا ہے۔ درخت لگانا اسلام میں کارِثواب سمجھا گیا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے تو جو پرندے، جانور یا انسان اس کا پھل کھاتے ہیں اس کا ثواب درخت لگانے والے کو ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

اسلام میں دیگر انسانوں کے حقوق کے علاوہ خود انسان کا اپنے اوپر بھی حق ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔

''بیشک تیری جان کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔'' (صحیح بخاری)

اس حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ ہر انسان کا اپنے اوپر اتنا زیادہ حق ہے کہ وہ اعتدال اور میانہ روی سے کام لے۔ انسانی جسم کا ہر عضو جس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس سے اعتدال کے مطابق کام لیا جائے۔ نہ زیادہ اور نہ بہت کم۔ ہاتھ، پاؤں، زبان آنکھ، کان غرضیکہ ہر عضو کو اتنا استعمال میں نہ لایا جائے کہ وہ ناکارہ ہو جائے اسلام میں انسانوں کے حقوق میں سب سے پہلے خود انسان کا اپنا حق ہے۔ پھر قریب ترین عزیز کا پھر پڑوسی و دیگر عوام الناس کی باری آتی ہے۔

اسلام میں حقوق کی یہ صورت حال ہے کہ اس سے انفرادی اور اجتماعی بھلائی پھیلتی ہے۔ یہی اسلام کا سب سے بڑا پیغام۔ کہ محبت، بھلائی، بھائی چارہ اور ہمدردی حقوق دینے سے پوری قوم میں پھیل جائے۔

حقوق جب حاصل ہوں تو انسان کا حوصلہ بلند ہوتا ہے، اس کی حیثیت مستند ہوتی ہے، وہ معتبر اور قابل احترام بنتا ہے۔ کسی طالب علم کو اگر تعلیمی ادارے میں داخلہ لینے اور اس کی اشیاء استعمال کرنے کا حق ہے۔ تو اس کا فرض بھی بنتا ہے کہ وہ ان اشیا کو نہ توڑے۔ ان کی حفاظت کرے۔ اسی طرح اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے تو ان کا احترام کرنا۔ ان کا کہا ماننا طلبا و طالبات کا فرض بھی ہے۔

اسلام میں انسان کے حقوق و فرائض بڑی تفصیل اور گہرائی سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ وہ حقوق و فرائض ہیں جو اسلام نے لوگوں کو تفویض کیے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے ان سنہری اصولوں پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ حقوق دینے اور فرائض ادا کرنے سکھائے ہیں۔ صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدین اور دیگر اکابرین نے ان سنہری اصولوں پر عمل کر کے دیگر اقوام سے منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل کی۔ یوں تو

ہر مذہب میں انسانوں کو حقوق دیئے گئے ہیں۔ لیکن اسلام نے اس دور میں یہ حقوق عطا کیے جب انسانی معاشرہ مکمل طور پر جہالت اور ظلمت کا شکار تھا۔

اسلام میں دیے گئے چند ایک عمومی حقوق درج ذیل ہیں:

زندگی کا حق: اسلام نے مسلمانوں کو آپس میں اور دیگر اقوام کے ساتھ صلح وصفائی اور بھلائی سے رہنے کی تلقین کی ہے۔ ہر ایک کو جینے کا حق ہے۔ اسلام دوسروں کی زندگی کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حضور پاکؐ نے ہمیشہ لوگوں کا احترام کیا اور مسلمانوں کو احترام کرنے کی ہدایت کی۔ جو کفار ان پر ظلم کرتے تھے، اُن سے بھی حسن سلوک سے پیش آئے۔ وہ عورت جو آپ کی راہ میں کانٹے بکھیرتی تھی اس سے بھی بھلائی سے پیش آئے۔ وہ طائف کی بستی جس کے باسیوں نے آپ کو لہولہان کر دیا تھا، ان کے لئے بھی دعائے خیر کی۔ اسلام ہر کسی کو احترام اور جینے کا حق دیتا ہے۔

حق ملکیت: اسلام نے لوگوں کو اپنی ذاتی اشیا رکھنے کا حق دیا ہے۔ گھر، لباس، اشیائے ضرورت اور دیگر سامانِ حیات کی ملکیت کا ہر کسی کو حق دیا ہے۔ بنیادی طور پر تو ہر شے کا مالک وخالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ اپنے بندوں کے فائدے اور سہولت کے لئے حق ملکیت کو جائز قرار دیتا ہے۔

حق تعلیم: ہر شخص کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مثلاً جنگ بدر میں قید کئے گئے کفار میں سے جو پڑھے لکھے تھے ان کو اس شرط پر آزادی دینے کا حکم فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو تعلیم دیں۔ اس سے حق تعلیم کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہونا شروع ہوا تو سب سے پہلی وحی یہ تھی۔

☆ اقرباسم ربک الذی خلقo (سورۃ العلق، آیت نمبر1)

ترجمہ:۔ ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

حق آزادی: اسلام میں دیگر مذاہب سے بڑھ کر انسانوں کو آزادی کا حق دیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل عرب میں غلام رکھنے کا رواج عام تھا۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی تعلیم دی۔ حضور پاکؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت بلالؓ حبشی تاریخ اسلام میں عظیم مؤذن قرار دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ ایک مقدمے میں تصریح کرتے ہیں۔ اسلام میں کسی شخص کو عدل کے بغیر قید نہیں کیا جاسکتا۔ (موطا امام مالک)

اسلامی تعلیمات کے اثر سے مسلمان حکمران، صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کی زندگی میں حق آزادی کی متعدد عملی مثالیں ملتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت خبابؓ جو غلام تھے مگر بڑے درجہ کے صحابی تھے حضرت عمرؓ سے ملنے کے لئے آئے تو آپؓ نے ان کو عزت واحترام سے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا ایک شخص کے علاوہ کوئی دوسرا اس جگہ کا مستحق نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا بلالؓ۔ (مستدرک حاکم)

آزادی سے مراد زندہ رہنے، بولنے اور لکھنے کی آزادی ہے۔ اسلامی اصولوں کے مطابق ہر طرح کی آزادی ہے لیکن اس میں اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ آزادی سے فائدہ حاصل کرنے والا اگر مسلمان ہے تو اپنی حدود سے باہر نہیں نکلے گا۔

حقوق العباد: اسلام میں عمومی حقوق کے ساتھ خصوصی حقوق پر بے حد زور دیا گیا ہے کہ انسان یہ خصوصی حقوق ہر حالت میں لازماً پورے کرے۔ حقوق العباد پورے کرنے سے انسانی زندگی سکون واطمینان سے گزرتی ہے۔ مساوات اور رواداری سے خوشگوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح حقوق اللہ یعنی عبادات کا پورا کرنا ضروری ہے اس طرح خصوصی حقوق یعنی حقوق العباد پورے کرنا بھی مسلمان ہونے کی نشانی ہے۔

حق سے مراد وہ ضرورت، حاجت اور اختیار ہے جو کسی کو کسی سے ملتا ہے مثلاً ہر کسی کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ اس سے مراد ہے کہ ہر کسی کو جینے کی ضرورت، حاجت اور اختیار اپنی ذات پر ہے اور یہی حق ہے۔ اس کو اس ضرورت، حاجت اور اختیار سے بے اختیار نہ کیا جائے بلکہ اسے یہ اختیار حاصل ہے تو اس کو مزید تقویت دی جائے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھا جائے کہ جس کا حق ہے وہ بار بار جتائے نہیں کہ اس طرح حق کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

اسلام میں انسانوں کے حقوق کے لئے اصطلاح حقوق العباد استعمال ہوتی ہے۔ یوں تو حقوق العباد کی ایک لمبی فہرست ہے۔ ہر درجہ ونوعیت کے رشتہ کا مرتبہ کے مطابق حق ہے۔ ان میں سے چند ایک حقوق العباد درج ذیل ہیں۔

شخصی/ذاتی حقوق۔ والدین کے حقوق۔ اولاد کے حقوق۔ میاں بیوی کے باہمی حقوق۔ رشتہ داروں کے حقوق۔ اساتذہ کے حقوق۔ ہمسایوں کے حقوق۔ مسافروں کے حقوق۔ غیر مسلموں کے حقوق۔

اب ان حقوق کی مختصراً وضاحت کی جاتی ہے۔

شخصی/ذاتی حقوق: جیسے کہ اس سے قبل ذاتی یا شخصی حقوق کا ذکر کیا گیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کو سب سے پہلے اپنی ذات پر اپنا حق پورا کرنا چاہئے۔ اپنے جسم وجان کو آرام وسکون مہیا کرنا، خود کا حق ہے۔ اپنی ضرورتیں اور حاجتیں جائز طریق سے پورا کرنا شخصی یا ذاتی حق ہے۔ ہر شخص کو اپنا ہر لحاظ سے خیال اور دھیان رکھنا چاہئے۔ اسلام میں اپنی شخصیت بنانا، اسلامی طریقوں پر عمل پیرا ہونا، اسلامی تعلیمات اپنانا، ذاتی حقوق کے ہی زمرے میں آتا ہے۔ اپنی قابلیتوں، صلاحیتوں اور اہلیتوں کو استعمال کرنا بھی ذاتی یا شخصی حق ہے۔

والدین کے حقوق: والدین کے لئے دعائے مغفرت ان کا حق ہے۔

☆ ربنا اغفرلی والوالدی (سورۃ ابراہیم 41)

ترجمہ:۔ "اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے۔"

اسلام میں والدین کے حقوق کو اہم اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔ والدین کی عزت، خدمت اور اطاعت ہر حالت میں کرنا ان کا حق ہے۔ یہ حق اللہ تعالیٰ نے والدین کو ان کی اولاد پر دیا ہے۔ والدین کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک شخص حضور پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں مالدار اور صاحب اولاد ہوں۔ کیا میرے والدین بھی میرے مال کے محتاج ہیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا! "تم بھی اپنے باپ کا مال ہو اور تمہارا سب اثاثہ بھی۔" (ابوداؤد)

ایک شخص حضور پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کرنے لگا یا رسول اللہؐ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ حضور پاکؐ نے فرمایا! "وہ تیرے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی" (ابن ماجہ) اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ والدین کا حق ہے کہ اولاد ان کی خدمت

کرے اور خدمت کرنے سے جنت ملے گی۔ لیکن خدمت نہ کرنے اور نافرمانی کرنے اور عزت وتکریم نہ کرنے سے دوزخ ملے گا۔ والدین میں ماں کا درجہ والد کی نسبت زیادہ ہے۔ اسلام میں مرتبہ کے لحاظ سے حقوق کو ترتیب دیا جاتا ہے۔

ماں کا مرتبہ: ماں کی خدمت کرنا، اولاد پر ماں کا حق ہے۔ ماں دنیا میں تمام اعزہ واقارب سے زیادہ عزت واحترام کے لائق ہے۔ ماں اپنے بچوں کو قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش ہر لحاظ سے متعدد مشکلات کے باوجود پالتی ہے۔ ماں تمام قسم کی تکالیف کو برداشت کرتی ہے اس لئے اس کا مرتبہ باپ کی نسبت زیادہ ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ حضور پاکؐ نے فرمایا! تیری ماں۔ اس نے عرض کیا پھر کون؟ حضور پاکؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے تیسری دفعہ عرض کیا اس کے بعد کون؟ حضور پاکؐ نے فرمایا! تیری ماں اس شخص نے تین دفعہ پوچھا تو حضور پاکؐ نے تینوں مرتبہ ماں کا حق بتایا جب اس شخص نے چوتھی بار پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ تو حضور پاکؐ نے فرمایا تیرا باپ اور اس کے بعد مرتبہ وار دیگر رشتہ دار۔ (بخاری ومسلم)

اس واقعہ سے ماں کے حق کے بارے میں سب سے بڑے مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔

ماں کے اولاد پر حق کے بارے میں مزید ایک واقعہ سے وضاحت ہوتی ہے۔ ایک صحابیؓ نے حضور پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہؐ! میں جہاد میں شرکت کرنا چاہتا ہوں اور مشورہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا ''کیا تمہاری ماں زندہ ہے''۔ صحابیؓ نے عرض کیا ہاں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا تو اسی کی خدمت میں لگے رہو۔ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔'' (الترغیب والترہیب للمنوزی)۔

باپ کا مرتبہ: ماں کے بعد دوسرا بڑا درجہ یا مرتبہ باپ کا ہے۔ اسلام میں باپ کا احترام اولاد پر لازم بتایا گیا ہے۔ یعنی باپ کا یہ حق ہے کہ اولاد اس کی عزت وتکریم، احترام اور خدمت کرے۔

ماں کے ساتھ باپ مرتبہ کے لحاظ سے بچوں کے لئے محسن ہستی ہے کہ بچوں کی نشوونما، تعلیم وتربیت اور پالنے پوسنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اولاد کے حقوق: اسلام میں جس طرح والدین کے حقوق اولاد پر ہیں اس طرح اولاد کے حقوق بھی والدین پر ہیں۔ اسلام سے قبل مفلسی اور دیگر وجوہات کی بنا پر اولاد کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ لیکن تعلیمات اسلام میں اولاد یعنی بچوں کو زندگی، علاج، رہائش، لباس، بنیادی ضروریات، تعلیم وتربیت، اور پیار ومحبت کے حقوق حاصل ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

''اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے۔ ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کا مارنا بڑی خطا ہے''۔ (سورۃ الاسراء۔31)

حضور پاکؐ سے ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہؐ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے آپؐ نے فرمایا! شرک۔ صحابیؓ نے دوبارہ پوچھا اس کے بعد حضور پاکؐ نے فرمایا۔ والدین کی نافرمانی۔ صحابیؓ نے دوبارہ پوچھا کہ اس کے بعد تو آپؐ نے فرمایا ''تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے کھانے میں حصہ بٹائے گی اسلام میں اولاد کے اپنے والدین پر بے حد حقوق ہیں۔

میاں بیوی کے باہمی حقوق: اسلام میں میاں بیوی کے آپس میں باہمی حقوق پر زور دیا گیا ہے کیونکہ ان دونوں کے خوشگوار

تعلقات ہی کی وجہ سے گھر کا ماحول اور خاندان کی تربیت بہتر ہو سکتی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے۔دستور کے موافق مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے''۔(سورۃ البقرہ)

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔'' اسلام میں بچوں کی تربیت اور گھر کو جنت بنانے کے لئے میاں بیوی کو آپس میں خوشگوار تعلقات رکھنے کے لئے باہمی حقوق کی ادائیگی کی تلقین کی گئی ہے۔

رشتہ داروں کے حقوق: عزیز و اقارب کے حقوق بھی اسلام میں بیان کئے گئے ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے'' رشتہ دار کو اس کا حق دو۔''(سورۃ الاسراء۔26)

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے'' رشتہ دار سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

اہل خانہ کے بعد سب سے اہم رشتہ دار ہیں۔اپنے رشتہ داروں، عزیز و اقارب کا خیال رکھنا ان کا حق ہے۔اگر آپ صاحب ثروت ہیں اور کچھ رشتہ دار غریب ہیں تو آپ پر لازم ہے کہ سب سے پہلے ان کی مدد کریں۔

اساتذہ کے حقوق: اسلام میں اساتذہ کے حقوق کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔شاگردوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے استاد کا احترام کرے۔اساتذہ کا رتبہ بہت بلند ہے حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے۔'' مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔اساتذہ ہی انسانوں کی صحیح سمت میں تربیت کرتے ہیں تو عظیم قوم بنتی ہے۔استاد کی حیثیت بیان کرتے ہوئے حضور پاک صلعم نے فرمایا'' تیرے تین باپ ہیں ایک وہ جو تجھے وجود میں لایا دوسرا وہ جس نے تجھے اپنی بیٹی دی اور تیسرا وہ جس نے تجھے علم کی دولت سے مالا مال کیا۔''

استاد کا احترام شاگردوں پر اس کا حق ہے۔

ہمسایوں کے حقوق: اسلام میں پڑوسیوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کا درس دیا گیا ہے۔پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ ان کا حق ہے۔رشتہ دار پڑوسی، غیر رشتہ دار پڑوسی خواہ وہ غیر مسلم ہی ہوں اور وہ پڑوسی جن سے عارضی طور پر تعلقات قائم ہوئے ہوں۔ان سب کا احترام کرنے سے معاشرے میں خوشگواری میں اضافہ ہوتا ہے۔

مسافروں کے حقوق: مسافر بھی ایک طرح کے پڑوسی ہوتے ہیں خواہ ان سے عارضی طور پر سفر کے دوران میں تعلق پیدا ہوتا ہے۔قرآن نے اس کو صاحب الجنب (پہلو والا) کہا ہے، اس لئے مسافروں کا اپنے ساتھی مسافروں پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کا احترام کریں اور ضرورت کے وقت مدد کریں۔

غیر مسلموں کے حقوق: غیر مسلموں سے اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ وہ آپ کے ساتھ بہتر طور پر پیش آئیں۔مذہب کا مقصد اور اہمیت معاشرتی فلاح و بہبود اور بھلائی پھیلانا ہے۔اس لئے اگر کسی ملک میں غیر مسلم آباد ہوں تو ایک شہری کی حیثیت سے ان کو بھی دیگر شہریوں کی طرح وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو دیئے گئے ہیں۔شہری کی حیثیت سے ان کا احترام کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

فرائض (Responsibilities)

اسلام میں جہاں حقوق انسانی کی بات کی گئی ہے وہاں انسانوں پر ذمہ داریاں بھی لاگو کی گئی ہیں۔ انہی ذمہ داریوں کو فرائض کہتے ہیں۔ حقوق، ضرورت اور حاجات پوری کرنے کے لئے ہوتے ہیں جب کہ ذمہ داریاں یعنی فرائض دوسرے کا احترام، احساس اور تنظیم وترتیب اور نظم ونسق کے لئے ہوتے ہیں۔ حقوق وفرائض کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اسلام میں جہاں حقوق دیئے گئے ہیں وہاں ذمہ داریاں بھی سونپی گئی ہیں۔ ذمہ داریاں یعنی فرائض نبھانے سے معاشرے میں بہتری اور بھلائی پھیلتی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر معاشرتی اصلاح ہوتی ہے۔ انہی ذمہ داریوں کو اخلاق حسنہ بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اخلاقی اقدار کی پاسداری یقیناً مذہبی فریضہ ہے۔

مسلمانوں کو اسلام نے لاتعداد فرائض سونپے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

ایمانداری، رواداری، ایفائے عہد، سچائی، احترامِ انسانیت، رزقِ حلال، عدل وانصاف، ایثار وغیرہ۔

اسلام نے مسلمانوں کو ایمانداری، دیانت داری سچائی اور عدل وانصاف سے تمام تر معاملات پورے کرنے کی ہدایت دی ہے۔ معاشی اور معاشرتی ماحول میں امانت، دیانت اور سچائی کو اپنانا چاہئے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے کہ ''بے شک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو۔'' (سورۃ النسا)

حضور پاکؐ اس کی عملی مثال تھے۔ اس لئے ان کو صادق اور امین پکارا جاتا تھا۔ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ سچائی انسان کو آفت سے محفوظ رکھتی ہے اور جھوٹ اسے تباہ کر ڈالتا ہے

اسی طرح عہد کو نبھانا، وعدہ کر کے پورا کرنا معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو'' (سورۃ الانعام)

حضور پاکؐ نے فرمایا:

☆ **لادین لمن لا عهد له**

ترجمہ:۔ ''جسے وعدے کا پاس نہیں اس میں دین نہیں۔''

عدل وانصاف میں گواہی کا بڑا عمل دخل ہے۔ اسلام میں لوگوں کو تلقین کی گئی ہے کہ سچی گواہی دو۔ عدل وانصاف کی وجہ سے معاشرتی توازن پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

''اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرو۔ یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ کے۔'' (سورۃ المائدہ ۸)

احترامِ انسانیت بھی مسلمانوں کی اہم ذمہ داری یا فرض ہے۔ مسلمانوں پر لاگو ہوتا ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لئے جملہ معاملات میں احترام کو مدنظر رکھیں۔ احترامِ قانون، احترامِ زندگی اور احترامِ نظامِ اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ ایثار اور قربانی سے زندگی گزارنی چاہیے۔

مسلمانوں کا اہم فرض یہ بھی ہے کہ رزق حلال کمایا جائے۔ لوٹ مار اور دھوکہ دہی سے کمائی ہوئی دولت و روزی میں برکت نہیں رہتی۔
اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں ارشاد فرمایا ہے:

"کھاؤ ستھری اشیا اور کام کرو بھلا"

اسی طرح تمام انسانوں کو تلقین فرمائی گئی:

"اے لوگو: کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ" (سورۃ البقرہ)

"اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو" (سورۃ البقرہ)

"اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق" (سورۃ البقرہ)

جان و مال و عزت و آبرو کا تحفظ کرنا بھی ہر مسلمان کا فرض اوّلین ہے۔ تعلیم حاصل کرنا اور بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کرنا بھی فرض ہے۔ اسلام میں جس طرح فرائض پورے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ جھوٹ، غیبت، چوری، گالی گلوچ و دیگر رذائل سے بچیں۔ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ زندگی کو اپنے اور دوسروں کے لئے خوشگوار بنائے۔ منع کی گئی اشیا اور کاموں سے پرہیز کرے۔ برائی سے نفرت کرے۔ تفرقہ نہ ڈالے۔ اسی طرح حدیث مبارک ہے کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

اسلام میں معاشرتی انصاف (Social Justice in Islam)

معاشرہ ہر وقت بدلنے والے سماجی تعلقات کا تانا بانا ہوتا ہے۔ جب افراد کے درمیان سماجی تعلقات پروان چڑھتے ہیں تو علم و فن، رسوم و رواج، اخلاق و عادات اور عقائد و اقدار بھی ساتھ ساتھ نشو و نما پاتے ہیں۔

معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی مل جل کر رہنے کے ہیں۔ معاشرے سے مراد لوگوں کی ایسی گروہ بندی ہے جو اپنے مشترکہ مفادات کی خاطر وجود میں آتی ہے۔ معاشرے کے افراد میں وحدت عمل، فکری ہم آہنگی، ذہنی یک جہتی کا ہونا ضروری ہے۔ بعض اوقات معاشرہ جغرافیائی حدود کا پابند نہیں ہوتا جیسے بین الاقوامی تنظیمیں اور مذہب کی بنیاد پر قائم معاشرہ وغیرہ۔

معاشرے میں رسوم و روایات کا اثر صرف افعال و حرکات پر نہیں ہوتا بلکہ یہ افراد کے اخلاق و عادات پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہر معاشرے میں افراد کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کردار ادا کرنا ہوتا ہے جیسی کسی کی حیثیت ہوتی ہے اس سے اسی قسم کے کردار کی توقع کی جاتی ہے۔

مسلم معاشرہ: مسلم معاشرے سے مراد ایسا معاشرہ ہے جس کی سیاسی مذہبی معاشرتی اور معاشی بنیادیں اسلامی اصولوں کے مطابق رکھی گئی ہوں۔ مسلم معاشرے میں ہر شعبہ زندگی قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق قائم کیا گیا ہے۔ جس کے افراد کا ہر عمل اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتا ہے۔

مسلم معاشرے میں افراد فکر و عمل، علم و فن، رسوم و رواج، اخلاق و عادات، اعتقادات عقائد و اقدار غرضیکہ تمام تر اصول اسلامی تعلیمات کے مطابق بنائے جاتے ہیں اور ہر فرد اسلامی طرزِ زندگی کا پیکر ہوتا ہے۔

انفرادیت: مسلم معاشرہ کی نشو ونما اشاعت اسلام سے ہوئی۔ مسلمان جہاں کہیں بھی گئے وہ اعلیٰ و برتر اسلامی معاشرتی اقدار اپنے ساتھ لے کر گئے یہی وجہ تھی کہ مسلم معاشرہ دوسرے معاشروں کی نسبت نمایاں اور منفرد ہوتا ہے۔ مسلم معاشرے میں طرزِ زندگی کو قرآنی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جاتا ہے۔ ابتدا میں مسلمان قوم کے معاشرتی انصاف واقدار کا خوب چرچا ہوا اور لوگ مسلم معاشرے میں شامل ہوتے چلے گئے۔

اطاعتِ الٰہی: مسلم معاشرے کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ معاشرتی لحاظ سے لوگوں کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ خدا کی زمین پر خدائی قانون لاگو ہوتا۔ کسی فرد یا بادشاہ کی بجائے خدائے برتر کے سامنے سجدہ ریز ہوا جاتا ہے۔ اسلام کے لغوی معنی اطاعت اور مکمل سپردگی کے ہیں۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں امن وسلامتی اور آشتی پائی جائے۔ اسلامی قانون کے سامنے جھکنے اور اس کی اطاعت کرنے ہی کا نام اسلام ہے۔ جب خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی حکومت ہو تو انسان کی شخصیت پروان چڑھتی ہے۔ معاشرتی انصاف مہیا ہوتا ہے۔ اسلام انسانی شخصیت کی نشو ونما کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں آزادانہ ماحول میں اطاعتِ خداوندی کے ذریعے مسلمان کی معاشرتی، ثقافتی، ذہنی اور فکری نشو ونما ہوتی ہے۔

مسلم معاشرہ وہ معاشرہ ہے جس میں مساوات، اخوت، بقائے باہمی، احترامِ انسانیت اور رواداری کی عملی مثالیں قائم کی جاتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں ایسے معاشرے کی بنیاد ڈالی جس نے بنی نوع انسان کو سیاسی، سماجی اور انسانی یک جہتی کا درس دیا۔

قانون کی بالادستی: مسلم معاشرے میں قانون کی بالادستی برقرار رکھی جاتی ہے۔ حق کے مطابق فیصلے کرنا سب سے بڑی اور افضل عبادت ہے۔ قاضی عدالتوں کے قیام سے معاشرے میں عدل وانصاف کے ذریعے احکام الٰہی کو پورا کیا جاتا ہے حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس قاضی نے حق کو سمجھ کر صحیح فیصلہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔'' حضور پاک ﷺ نے اپنے زمانے میں عدل وانصاف کا اعلیٰ معیار قائم کر کے قانون کی بالادستی کی ایسی مثالیں قائم کیں جو آنے والے حاکموں اور ذمہ دار لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

مسلم معاشرے میں معاشرتی انصاف کے لئے اونچ نیچ کا نہیں بلکہ عزت وتکریم اور تقویٰ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ فیصلے کے وقت اللہ کی نگاہ میں ہر کوئی برابر ہے۔ حضور پاک ﷺ کے دست مبارک کی ایک چھڑی سے ایک صحابیؓ کو ہلکی سی خراش آ گئی اور تکلیف کا اظہار کرنے پر حضور پاک ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے کپڑا اٹھا کر صحابیؓ سے فرمایا کہ ''بدلہ لے لو۔''

معاشرتی فلاح و بہبود: مسلم معاشرے میں افراد کو منظم کیا جاتا ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کی خاطر انہیں بھلائی کے کام کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ باجماعت نماز ادا کرنے پر اس لئے زور دیا گیا ہے کہ آپس میں میل جول بڑھے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''وہ مسلمان نہیں جو اپنا پیٹ بھرے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا سوئے۔'' حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''مل جل کر رہو۔ آپس میں مت کٹ مرو۔ دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرو۔ مشکلات مت پیدا کرو۔''

مسلم معاشرے میں معاشرتی انصاف کا تقاضا ہے کہ معاشرتی فلاح و بہبود کی خاطر لوگوں کو خوشگوار ماحول مہیا کیا جائے۔ معاشی ناانصافیوں سے نجات دلائی جائے۔

انسان دوستی: مسلم معاشرے میں معاشرتی انصاف کی خاطر لوگوں میں رواداری، بھائی چارے اور انسان دوستی کی تحریک پیدا کی جاتی ہے۔ جس میں مساوات اور اخوت کی بنیاد پر ایک عالم گیر برادری کے قیام کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلم معاشرے میں سیاسی، سماجی اصلاح کا

انقلابی عنصر پایا جاتا ہے۔لوگ دین ودنیا کی فلاح کی خاطر معاشرتی زندگی کو اسلام کی اصل روح کے مطابق ڈھالتے ہیں بھائی چارہ، ہر کسی کی عزتِ نفس اور معاشی ومعاشرتی تحفظ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اسلام میں توحید کا تصور، رنگ، خون، زبان، نسل اور وطن کے مادی تعصبات کو نظرانداز کر کے روحانی سطح پر تمام نوع انسان کو ایک عالم گیر برادری کی شکل دیتا ہے۔تہذیب وتمدن کی دنیا میں مسلم معاشرے کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

عدل وانصاف: قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ ''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔'' (سورۃ النساء) حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ ''جو قوم عدل وانصاف ترک کر دیتی ہے۔تباہی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔'' مسلم معاشرے میں معاشرتی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ عدل وانصاف صرف نظام حکومت چلانے کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں انصاف سے کام لیا جاتا ہے۔ انصاف کا دائرہ کار محدود نہیں بلکہ یہ ہمہ گیر انسانی عدل ہے جو زندگی کے تمام مظاہر اور سرگرمیوں پر چھایا ہوا ہے۔

مسلم معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ ہر شخص اپنے فرائض پوری دیانت داری سے ادا کرے اور دوسروں کے حقوق غصب نہ کرے۔ خرید وفروخت میں عدل وانصاف کا لحاظ رکھا جائے۔ باٹوں اور پیمانوں میں کمی بیشی کر کے دوسروں کو نقصان پہنچانا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ ہر شخص کو اپنی ذمہ داری پوری طرح نبھانے کی تلقین کی جاتی ہے۔

معاشرتی مساوات: مسلم معاشرے کی سنگ بنیاد انسانی مساوات ہے۔تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ان سب کی اصل ایک ہے۔رنگ ونسل زبان اور قوم وملک کے نام پر تقسیم صرف شناخت کے لئے ہے نہ کہ اختلافات پیدا کرنے کے لئے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو۔تم میں سب سے زیادہ عزت وفضیلت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

حجتہ الوداع کے موقع پر حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ ''سب انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر فوقیت حاصل نہیں۔''

مسلم معاشرے میں مساوات اور برابری کا اصول اپنایا جاتا ہے۔کوئی بڑا چھوٹا نہیں ہوتا۔اللہ کے نزدیک صرف کوئی شخص بڑا یا چھوٹا اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو جس کے اعمال اچھے ہوں اور جو اسلام کے اصولوں پر سچے دل سے عمل کرتا ہو۔ اسلام میں قانونی اور معاشرتی مساوات پر زور دیا جاتا ہے۔ مسلم معاشرے میں قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ معاشرتی مساوات کا عملی نمونہ مساجد میں نظر آتا ہے۔جہاں رنگ ونسل، امارت وغربت اور قوم وملک کے فرق کو بالائے طاق رکھ کر برابر کھڑے ہو کر خداتعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں۔ معاشرتی مساوات سے مراد یہ ہے کہ عبادت، مذہبی رسوم، سماجی تقریبات اور قومی اداروں میں سب کے لئے برابری کا اصول کارفرما ہو کیونکہ سب خدا کے محتاج ہیں۔

اخوت: اسلام میں معاشرتی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لحہ پر کام میں معاشرتی اخوت پیدا کی جاتی ہے۔ مسلم معاشرے کی عام فضا تعاون امداد، خیر خواہی، محبت، ایثار اور بھائی چارے کی ہوتی ہے۔ ظلم، غیبت، چغلی، کینہ پروری، مکروفریب، حسد، بغض، عناد، جھوٹ، تہمت

اور دھوکہ دہی جیسے تمام رذائل سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وہ لوگ جو مومن ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

معاشرتی اخوت کی بہترین عملی مثال اس وقت دیکھنے میں آئی جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو مدینہ والوں نے ان کا پر جوش خیر مقدم کیا اور اپنی جائیدادوں اور کاروبار میں مہاجرین کو شریک کیا۔ اسلام میں معاشرتی انصاف کی اہمیت یہ ہے کہ اخوت کے جذبے کو فروغ دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد پر زور دیا ہے۔ یتیموں بیواؤں اور ناداروں سے مشفقانہ سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔ خیرات اور زکوٰۃ، محدود مالی وسائل والوں میں تقسیم کرنے کا کہا گیا ہے۔ سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس سے خیانت نہیں کرتا اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور مصیبت کے وقت اس سے کنارہ کش نہیں ہوتا۔" ایک اور موقع پر حضور پاک ﷺ نے فرمایا "آپس میں کینہ مت رکھو۔ حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب بھائی بھائی بن جاؤ۔"

مسلم معاشرے میں اگر اخوت، رواداری، معاشرتی مساوات، معاشرتی انفرادیت، اطاعتِ الٰہی، معاشرتی فلاح و بہبود، اور انسان دوستی کے سنہری اصولوں پر عمل کیا جائے تو مسلم معاشرہ جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ اور الفت، مروت ایثار اور قربانی باہمی تعاون اور بے لوث خدمت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

مشقی سوالات

انشائی طرز (Subjective Type)

1:۔ اسلامی اقدار سے کیا مراد ہے؟ تفصیلاً بیان کریں۔

2:۔ اسلام میں اللہ کا تصور کیا ہے؟

3:۔ اللہ تعالیٰ کی چند صفات بیان کریں جس سے اللہ کے تصور کی وضاحت ہوتی ہو۔

4:۔ اللہ اور انسان کے درمیان کیا تعلق ہے؟

5:۔ اسلام میں حقوق العباد کیونکر ضروری ہیں؟ وضاحت کریں۔

6:۔ اسلام میں فرائض کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

7:۔ اسلام میں حقوق کی کیا اہمیت ہے؟

معروضی طرز (Objective Type)

سوال 1:۔ درج ذیل فقرات میں مناسب اور ضروری اصطلاحات یا الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

1:۔ اقدار کا تعین خیر اور.............کی وجہ سے ہوتا ہے۔

2:۔ واصل بن عطا مسلمانوں کی فکری تحریک.............کے بانی تھے۔

3:۔ مسلمانوں کی فکری تحریک اشاعرہ کے بانی.............تھے۔

4:۔ اسلامی عقائد میں سب سے بنیادی عقیدہ.................. ہے۔

5:۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ ہر شے پر............ ہے۔

6- سورۃ النّاس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو پھر............ سے کرو۔

7- اسلام میں حقوق کی تلقین اس طرح ہے کہ اس سے انفرادی اور............ بھلائی پھیلتی ہے۔

8- ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے حقوق............ کا۔

10- حضور پاکؐ نے فرمایا کہ جسے وعدے کا پاس نہیں اس میں............ نہیں۔

سوال2:۔ ذیل میں دیئے گئے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کیجئے۔

1:۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔ یہ کس سورۃ کی آیت ہے۔

1۔سورۃ البقرہ 2۔سورۃ التین 3۔سورۃ النساء 4۔سورۃ اخلاص

2:۔ قرآن مجید کا خصوصی موضوع ہے۔

1۔انسانیت 2۔مادیت 3۔معاشرہ 4۔سائنس

3:۔ اسلامی اقدار کا پہلا منبع ہے۔

1۔فلسفہ 2۔ذاتی سوچ 3۔قرآن مجید 4۔اخلاقی قانون

4:۔ اس آیت مبارک میں کس کی طرف اشارہ ہے۔اس جیسی کوئی شے نہیں۔"

1۔خدا 2۔حضرت آدمؑ 3۔حضرت محمدؐ 4۔آسماں

5:۔ مسلمانوں کی فکری تحریک معتزلہ کے بانی تھے۔

1۔الکندی 2۔واصل بن عطا 3۔حضرت حارثؓ 4۔حضرت بلال حبشیؓ

6:۔ قل ھواللہ احد۔ یہ آیت مبارکہ کس سورۃ کی ہے۔

1۔الناس 2۔کوثر 3۔اخلاص 4۔یٰسین

7:۔ اللہ کے برابر کسی کو قرار دینا کیا ہوتا ہے۔

1۔شرک 2۔برابری 3۔بدعت 4۔چغلی

8:۔ اسلامی عقائد میں سب سے اولین عقیدہ ہے۔

1۔توحید 2۔ایمان 3۔اخلاق 4۔حج

9:۔ قرآن مجید کی سورۃ الناس میں اللہ کو آسمانوں اور زمین کا کہا گیا ہے۔

1۔نور 2۔مالک 3۔مصور 4۔دوست

10:۔ حقوق العباد میں سب سے پہلے اور اہم حقوق ہیں۔

1۔والدین کے 2۔ہمسایوں کے 3۔رشتہ داروں کے 4۔دوستوں کے

سوال3: کالم "الف" اور کالم "ب" میں دیئے گئے الفاظ میں مطابقت پیدا کر کے جواب کالم "ج" میں درج کریں۔

کالم "الف"	کالم "ب"	کالم "ج"
☆ اقدار کسی بھی قوم یا فرد	بہترین صورت میں پیدا کیا	
☆ ۔مذہب بھی	جیسی کوئی شے نہیں	
☆ ہم نے انسانوں کو	واصل بن عطا ہے۔	
☆ اللّٰہ	اولاد پر حق ہے۔	
☆ معتزلہ کے بانی	باپ کا ہے۔	
☆ اللّٰہ زمینوں اور آسمانوں کا	کی شناخت ہوتی ہیں۔	
☆ اللّٰہ اور انسان کے	زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے۔	
☆ پہلی آیت مبارکہ میں	نور ہے۔	
☆ ماں کے بعد دوسرا بڑا درجہ	درمیان تعلق پایا جاتا ہے۔	
☆ ماں کی خدمت کرنا	پڑھنے کا ذکر ہے۔	